116399 ـ بیوی کنواری نہ تھی تو اسے طلاق دیکر اس سے حرام معاشرت کرتا رہا

سوال

ايك شخص نے شادى كى تو سہاگ رات بيوى كو كنوارى نہ پا كر طلاق دے دى، بيوى كے ميكے والوں اور خاوند كے گھر والوں كو نہ تو طلاق كا علم ہے اور نہ ہى كنوارہ پن ضائع ہونے كا، اور اس سے انتقام لينے كے ليے اسے اپنے پاس ہى ركھا اور اس سے معاشرت بھى كرتا رہا ليكن اس ميں بيوى سے رجوع كى نيت نہ تھى، اور اس نے بيوى سے بھى كہہ ديا كہ وہ اس كے ساتھ رہ تو رہا ہے ليكن رجوع كى نيت نہيں، اور بيوى كو بتايا كہ كچھ عرصہ بعد فيصلہ كريگا كہ آيا وہ اس كے ساتھ مستقل رہنا چاہتا ہے يا نہيں، ليكن خاوند اور بيوى كے مابين ازدواجى تعلقات قائم رہے.
يہ علم ميں رہے كہ دو برس كے بعد ان كے مابين معاملات استقرار پا گئے اور دونوں اكٹھے زندگى گزارنے پر متفق ہو گئے اور خاوند كو علم تھا كہ عدت گزرنے كے بعد عقد نكاح اور نيا مہر ضرورى ہے، اور بيوى كو بھى اس كے متعلق بتا ديا، اور اس ليے كہ طلاق كا كسى اور كو علم نہ تھا دونوں اس پر متفق ہوئے كہ جب بيوى ميكے جائيگى تو وہ بيوى كے والدين كے سامنے عقد جديد كے سياق كلام ميں ميرى بيوى كے الفاظ دھرائيگا اور اسى طرح اپنے گھر والوں كے سامنے بھى اور اسے انہوں نے آپس ميں ايجاب و قبول اور بيوى كے ولى كى موافقت ضمنى اور گواہ (ان كے جاننے والے اور دونوں كے خاندان) شمار كيا، اور جو كچھ ہو چكا تھا خاوند اور بيوى دونوں نے اس سے توبہ و استغفار كر لى، اور اس كے بعد اللہ نے انہيں ايك بچہ ديا اور پھر دوسرا بھى.
كيا ان كى شادى صحيح ہے، اور اگر صحيح نہيں تو انہيں كيا كرنا چاہيے، يہ علم ميں رہے كہ شادى كو سات برس ہو چكے ہيں (دو برس سہاگ رات كے بعد اور اكٹھے رہنے كے اتفاق كے بعد پانچ برس) ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

آدمى كو اس قبيح اور شنيع عمل پر تعجب ہوتا كہ اتنى بڑى اور فحش برائى ايسے شخص سے صادر ہو جو حلال كو چھوڑ كر حرام كى طرف چل نكلے، اور صرف انتقام كے دعوى كى بنا پر دو برس تك زناكاروں ميں شامل ہو كر زنا كرتا رہے.

اور پھر عورت بھى اس پر موافق ہو اور اس برائى كو مت روكے اور انكار نہ كرے، وہ صرف رسوائى كے ڈر اور خدشہ

اور عار کی خاطر گناہ اور آگ پر راضی ہو گئی، اس طرح وہ دونوں ہی زناکاری کی زندگی بسر کرتے رہے اور لوگ اسے خاوند اور بیوی سمجھتے رہے.

لیکن علام الغیوب اللہ مالك الملك پر تو حقیقت حاصل مخفی نہیں رہ سکتی، اللہ نے ان پر کتنا رحم کیا اور کس قدر حلم و بردباری کی کہ ان دونوں کو مہلت دی اور غالب مقتدر کی پکڑ نہیں آئی.

ان دونوں احمقوں سے اس اقدام کی شناعت و قباحت کیسے غائب رہی، اور وہ کس طرح بھول گئے کہ زنا کی کتنی شدید سزا ہے، اور کتنا المناك عذاب ہے، حتی کہ جب رجوع اور توبہ کا وقت آیا تو بھی انہوں نے حیلہ سازی کرنا شروع کر دی اور کھلواڑ کیا، اور ایسا عمل کرنے لگے جسے انہوں نے ضمنی عقد اور شرعی نکاح شمار کر لیا!

یہ اس کی دلیل ہے کہ ان کے دلوں میں خواہش گھر کر چکی ہے اللہ اس سے محفوظ رکھے، کنوارہ پن مفقود لڑکی سے ناپسندیدگی و کراہت اللہ کے لیے نہ تھی، بلکہ یہ تو نفسانی خواہش کے لیے تھی، اور نہ ہی حق کی طرف رجوع اس طرح تھا جو اللہ کو پسند ہے، بلکہ یہ تو اپنے نفس کو محفوظ کرنے کے لیے تھا جو برائی پر ابھارنے والا ہے، اس آدمی کو تو یہ چاہیے تھا کہ وہ اپنی باقی عمر اس طرح بسر کرتا کہ اسے ہر وقت خدشہ لگا رہتا کہ کہیں اس کا نفس اسے محسوس یا غیر محسوس طریقہ سے ہلاکت میں نہ ڈال دے.

ہم اس کلام سے ان دونوں کو اللہ کی رحمت سے دور نہیں کر رہے، کیونکہ اللہ کی رحمت تو بڑی وسیع ہے، نہ تو وہ اس گنہگار کے لیے تنگ ہے اور نہ ہی کسی اور کے لیے کم، ان کو یہی کافی ہے کہ وہ توبہ و استغفار کریں، اور اپنے پروردگار کی طرف پلٹ آئیں، اور کثرت سے ندامت اور استغفار کریں، اور انہیں علم ہونا چاہیے کہ ان کا پروردگار توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے، اللہ نے دنیا میں ان کی پردہ پوشی کی ہے، اور ہماری دعا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالی آخرت میں بھی ان کی پردہ پوشی کرے.

لیکن مقصد یہ ہے کہ بندے کو اپنے کمزور پوائنٹ پر متنبہ رہنا چاہیے، اور اس کے نفس میں جو بیماری ہے اس کو جان کر رکھے تا کہ وہ اسے خراب کرنے کی بجائے اس کا سدباب کر سکے اور اس کی تربیت کر لے کہ کہیں اس کا علاج مشکل نہ ہو جائے.

دوم:

جب آدمی اپنی بیوی کو پہلی یا دوسری طلاق دے دے اور عدت گزرنے تك اس سے رجوع نہ کرے، تو اس کے لیے وہ بیوی حلال نہیں ہوگی جب تك وہ اس کے ساتھ نیا عقد نکاح اور نیا مہر نہ رکھ لے، اور یہ عقد نکاح پوری شروط اور ارکان کے ساتھ ہونا چاہیے یعنی اس میں ولی اور دو گواہ موجود ہوں، اور خاوند اور بیوی کی رضامندی بھی ہو.

لیکن ولی کی جانب سے اس ضمنی ایجاب کا کوئی وزن نہیں ہے، کیونکہ ایجاب کا مقصد تو یہ ہے کہ انشاء کے

طریقہ پر ہو یعنی ولی کہے کہ میں نے اپنی بیٹی کا نکاح تیرے ساتھ کیا اور ہونے والا خاوند کہے کہ میں نے قبول کیا، اور ایسا نہیں ہوا، کیونکہ ولی کو علم ہی نہیں کہ نکاح ختم ہو چکا ہے تا کہ اس نکاح کی تجدید کی کوشش و سعی کرے.

اس بنا پر خاوند اور بیوی کے مابین علیحدگی کرانا ضروری ہے حتی کہ خاوند اور عورت کے ولی کے مابین گواہوں کی موجودگی میں صحیح نکاح ہو، اور خاوند و بیوی یہ کہہ سکتے ہیں ایك طلاق ہو گئی تھی اور عدت گزرنے تك رجوع نہیں ہو سکا، یہ ایسے طریقہ سے بات ہو جس سے سمجھ آئے کہ کچھ ہی مدت قبل ایسا ہوا ہے، تا کہ وہ اپنے آپ پر پردہ ڈال سکیں، اللہ ہی مدد کرنے والا ہے.

اور وہ اولاد جو اس مدت میں ہوئی وہ ان دونوں کی طرف منسوب ہوگی کیونکہ ان کا اعتقاد تھا کہ یہ نکاح حلال ہے.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" مسلمان اس پر متفق ہیں کہ ہر وہ نکاح جس کے بارہ خاوند کا اعقتاد ہو کہ یہ جائز ہے اس میں کی گئی وطئ میں پیدا شدہ اولاد کو اس طرف ملحق کیا جائیگا اور مسلمانوں کے اتفاق پر وہ ایك دوسرے کے وارث بھی ہونگے اگرچہ نفس الامر میں وہ نکاح باطل بھی مسلمان اس پر متفق ہیں.... کیونکہ نسب کا ثبوت نفس الامر میں صحیح نکاح کا محتاج نہیں؛ بلکہ بچہ تو بستر والے کے لیے ہے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" بچہ بستر والے کے لیے ہے، اور زناکار کے لیے پتھر ہیں "

اس لیے جس نے بھی اپنی بیوی کو تین طلاق دیں اور اس اعتقاد کے ساتھ کہ طلاق نہیں ہوئی اس سے وطئ کر لی اس نے ایسا اپنی جہالت یا پھر کسی غلط فتوی دینے والے مفتی کی تقلید میں کیا یا کسی اور سبب کی بنا پر تو اس کی طرف نسب ملحق ہوگا، اور بالاتفاق وہ ایك دوسرے کے وارث ہونگے.

بلکہ اس کی عدت تو اس وقت شمار ہوگی جب اس سے وطئ ترك کی جائے، کیونکہ اس نے تو اس سے وطئ اس اعتقاد کی بنا پر کی کہ وہ اس کی بیوی ہے، تو وہ اس کی بستر ہے اس لیے وہ عدت اس وقت گزارےگی جب اس بستر کو ترك کرے اور جس نے کسی عورت سے فاسد نکاح کیا وہ اس نکاح کے فاسد ہونے پر متفق تھے یا اس کے فساد میں اختلاف تھا، یا اس عورت کا مالك بنا جس کی ملکیت پر متفق یا پھر اختلاف ہو تو اس سے پیدا شدہ بچہ اس کی طرف منسوب ہوگا اور مسلمانوں کے اتفاق کے مطابق وہ ایك دوسرے کے وارث ہونگے " انتہی مختصرا

دیکھیں: فتاوی الکبری (3 / 325).

مزید فائدہ کے لیے آپ سوال نمبر (23269) اور (101702) کے جواب کا مطالعہ کریں.

والله اعلم .